Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر منیر حسین ❁

فکرِ اقبال میں خیابانِ جنتِ کشمیر

In Iqbal Philosophy Kashmir as Paradise Avenue

By *Dr. Muneer Hussain, Subject Specialist Urdu, Tain, Rawalakot, Azad Kashmir.*

Abstracts

The civilization of Kashmir is as old as human being itself. It is situated in Himalayan range. In past ages it was center of Buddhism and Hinduism. Its golden era was started when it came under Muslims regime. Shah Hamadan played important role in preaching of Islam in this Paradise. Shah miry, Chaks and Mughals rulers uplifted its cultural value but under Afghan and Sikh regime it remains under harsh and oppressive. British sold Kashmir to Maharaja Ghulab Singh only 7.5 million rupees under so called Amritsar treaty. Iqbal's ancestors were belonged to this valley. Kashmir has eminent position in Iqbal intellectual philosophy. He took active part in Kashmir Freedom Movement during Dograr regime. He emphasized special tribute to Kashmir in his Urdu and Persian poetry as well as in his speeches. Iqbal has visited Kashmir in 1921 for two weeks. Kashmir day was observed under his leadership in 14th August 1931 in subcontenent. Iqbal was also appointed as President of All India Kashmir Commtte. His services for Kashmir was glorious. This paper represents different dimension

❁ ماہرِ مضمون اردو، تائیں، راولاکوٹ، آزاد کشمیر

of Iqbal, services to Kashmir self-determination movement in his era.

Keywords: Himalay, Buddhism, Regime, Paradise, Valley, Eminent, Intellectual, Tribute, Kashmir day, President.

ہندوستان میں آئے ہیں کشمیر چھوڑ کر
بلبل نے آشیانہ بنایا چمن سے دُور(۱)

علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کا عظیم گہوارہ ریاست جموں و کشمیر کوہ ہمالیہ کی آغوش میں آباد ہے۔ براعظم ایشیاء کے وسط میں ہونے کی وجہ سے اس ریاست کی تاریخی، ثقافتی، سیاسی، جغرافیائی اور تہذیبی اہمیت دوچند ہوجاتی ہے۔ ماضی میں یہاں ہندومت اور بدھ مت نے بھی خوب ترقی کی۔ ریاست میں اسلام کا نور چودھویں صدی میں وسطی ایشیا اور ایران سے آنے والے مسلمان مبلغین کی مساعی سے پھیلا۔ اقبال کے آباواجداد کا تعلق بھی وادیِ کشمیر کی تحصیل کولگام سے تھا وہ بھی ان مبلغین سے فیض یاب ہوئے۔

مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں یہاں تاریخ، فلسفہ، مذہب، شعر و ادب کے علاوہ دیگر معارف و فنون بھی متعارف کروائے۔ اقبال کو کشمیر سے جو والہانہ شغف تھا اس کی وجہ بھی اہلِ کشمیر کا درخشندہ اسلامی عہد ہے۔ آج کشمیر میں جاری تحریک آزادی مجاہدین اپنے خون سے، بہنیں اپنی عصمتوں سے، نوجوان اپنی امنگوں اور خواہشوں کو قربان کرکے رقم کر رہے ہیں۔ اقبال نے اپنے بیانات، تقاریر، کلام کے علاوہ اس ریاست کی عملی جدوجہد میں بھی حصہ لیا۔ فکرِ اقبال کے ان تمام پہلوں کا احاطہ کرنا ضروری ہے تاکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجائے کہ اقبال نے ”تنم گلے زخیابان جنت کشمیر“ کیوں کہا۔ کشمیر سے اقبال کے والہانہ عشق کے خدوخال کو نمایاں کرنے کے لیے اشد ضروری ہے کہ اس ”فردوس بروئے زمین است“ کی تاریخی حیثیت کا اجمالی جائزہ پیش کیا جائے۔

کشمیر کی تہذیب اتنی ہی قدیم ہے جتنی وادیِ سندھ اور وادیِ جہلم کی ہے۔ نامور مؤرخِ اعظم دیدہ مری کے مطابق کشمیر طوفان نوح کے بعد انسانی آبادی کا مسکن بنا۔ کشمیر کے قدیم باسیوں اور ان کے مذہب کے متعلق ڈاکٹر صابر آفاقی تحریر کرتے ہیں کہ:

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

ناگ یہاں کا قدیم قبیلہ ہے یہ لوگ سورج نشتی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور کشمیر کے اصل باشندے تھے۔ ناگ تہذیب دنیا کی قدیم تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے۔ کارلائل نے ان کو ہندو نسل کے قدیم آریا ثابت کیا ہے۔ (۲)

یہ لوگ ناگ کی پوجا کرتے اور ناگ کا پھن ان کا قومی نشان تھا۔ ہر ناگی سر پر پگڑی باندھتا اور اس کا پلّو سامنے سے اُڑس لیتا گویا یہ اپنے دیوتا کو سر پر اٹھا کر پھرتے۔ یہ لوگ یہاں سے ہجرت کر کے برِعظیم کے مختلف خطوں میں جا کر آباد ہوئے۔ اس دور کے بعد کشمیر میں بدھ مت کو فروغ ملا اور یہ علاقہ مختلف علوم و فنون کی آماج گاہ بن گیا۔ راجا کنشک (۱۲۰ء۔ ۱۶۲ء) کے عہدِ حکومت میں کشمیر میں عالمی بدھ کانفرنس منعقد ہوئی جو کئی مہینے جاری رہی۔ اس دور حکومت میں جامعہ شاردا کی بنیاد رکھی گئی جس کے آثار آج بھی مظفر آباد کے قریب شاردا کے علاقے میں موجود ہیں۔ راجا پرورسین نے اپنے عہد حکومت میں سری نگر شہر کی بنیاد رکھی۔ بدھ مت بھی جلد ہی اپنی آب و تاب کھو بیٹھا اور ہن قوم جس کو گپت سلطنت کے زوال کے بعد ہندوستان میں عروج حاصل ہوا تھا انھوں نے کشمیر کے تخت پر قبضہ کر لیا اور مہرگُل (۵۱۵ء۔ ۵۴۰ء) یہاں کا حکمران بنا تو اس نے بدھ بھکشوؤں کو یہاں سے چین اور تبت کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ مہرگل نے کشمیر پر منگولوں کے حملے کو بھی اپنی ذہانت کی بدولت ناکام کر دیا۔ ہرش وردھن (۶۰۴ء۔ ۶۴۷ء) کے دور حکومت میں نامور چینی عالم و سیاح ھیون سانگ (۶۰۲ء۔ ۶۶۲ء) کشمیر کی سیاحت کے لیے آیا تو بادشاہ نے خود سری نگر میں درباریوں سمیت اس کا استقبال کیا۔ ھیون سانگ نے کشمیر کی سیاحت کے دوران بدھ مت کے مقدس مقامات دیکھے اور بدھ دھرم کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ راجا للتادتیہ (۶۹۵ء۔ ۷۳۲ء) کے عہد حکومت میں کشمیر کے جغرافیے کے متعلق سعید اسد رقم طراز ہیں کہ:

راجا للتادتیہ ۶۹۵ء سے ۷۳۲ء تک کشمیر کا حکمران رہا۔ یہ ایک عظیم فاتح تھا۔ جس نے کابل، قندھار، تبت اور ترکستان کو فتح کر کے ملکی حدود کو وسعت دی۔ (۳)

محمود غزنوی (۹۷۱ء۔ ۱۰۳۰ء) نے جب ہندوستان پر حملہ کیا اس وقت کشمیر میں راجا سنگرام برسرِ اقتدار تھا۔ اس نے محمود غزنوی کے مقابلے میں لاہور کے راجا جے پال کی مدد کی تھی۔ اس دور میں محمود غزنوی نے کشمیر کو سر کرنے کے لیے تین حملے کیے لیکن وہ کشمیر کے برف پوش چوٹیوں اور اس کی فلک پوش پہاڑیوں کو سر نہ کر سکا۔ البیرونی (۹۷۳ء۔ ۱۰۴۸ء) جو محمود غزنوی کے ساتھ تھا اس نے اپنی کتاب ”کتاب الھند“ میں کشمیر کو ہندو

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

مت کا ایک بڑا مرکز قرار دیا۔ راجا جے سنگھ (۱۱۳۵ء۔ ۱۱۶۲ء) کے عہد حکومت میں پنڈت کلہن نے کشمیر کی سنسکرت زبان میں ”راج ترنگنی“ کے عنوان سے منظوم تاریخ لکھی۔ اس کے بعد کشمیر میں ہندو دھرم کا سورج نصف النہار کے بعد روبہ زوال ہونا شروع ہو گیا– اقتصادی بدحالی، سیاسی بے چینی اور اخلاقی بے راہ روی اہلِ کشمیر کا مقدر بنتی گئی۔ حکمران وزیروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں کھلونا بن گئے۔ کئی بیرونی طاقتوں جیسے ذولقدر خان تاتار اور اروان ترک نے ان حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کشمیر پر چڑھائی کر دی۔ کشمیر کا حکمران راجا سہدیو تخت کو چھوڑ کر کشتواڑ چلا گیا۔ ذوالقدر خان نے زن و مرد کو قتل کرنے اور قید کرنے کے علاوہ رعایا کا مال و اسباب ضبط کرنے دیہاتوں و شہروں کو آگ لگانے کے بعد زراعت و پیداوار کو نیست و نابود کرنے کا حکم دیا۔ اس قیامتِ صغریٰ کی بدولت جو تطاول و تاراج ہوا تو اہلِ کشمیر ذلیل و خوار ہونے کے علاوہ تباہ و برباد بھی ہو گئے۔ راجا سہدیو (۱۳۰۷ء۔ ۱۳۲۴ء) کے سپہ سالار نے عنان حکومت کو سنبھالا لیکن اس کو بھی ایک رینچن شہزادے نے قتل کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ قدرت نے رینچن سے جو کام لیا اس کے متعلق مشہور مورخ پروفیسر نذیر احمد تشنہ تحریر کرتے ہیں کہ:

> وہ ہندو مذہب اختیار کرنا چاہتا تھا مگر برہمنوں نے اسے اپنے دھرم لینے سے انکار کر دیا انہی دنوں سید عبدالرحمان عرف بلبل شاہ میں کشمیر وارد ہوئے۔ ان کے ہاتھ پر تبتی سردار رینچن شاہ نے اسلام قبول کر اپنا اسلامی نام سلطان صدرالدین اختیار کیا۔ اس نے ۱۳۲۰ء سے ۱۳۲۳ء تک کشمیر پر حکومت کی۔ [۴]

کشمیر کی زرخیز مٹی نے بہت جلد اسلام کے پودے کو ایک تناور درخت بنا دیا۔ اسلام نے بدھ مت اور ہندو مت کے برعکس عدل و داد گستری، رعایا پروری اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جس کی بدولت کشمیر میں امن و امان قائم ہو گیا۔ مسلمان مبلغین اور صوفیہ نے اسلام کا انقلابی پیغام کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا۔ اہل کشمیر بھی اسلام کے آفاقی پیغام سے جلد لبریز ہو گئے اور جلد ہی اسلام ایک مضبوط قوت بن گیا۔ عنان حکومت بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ مسلمان حکمرانوں نے اپنے تدبر و تفکر اور عمدہ انضباط حکومت کی بدولت رعایا کو اپنا مطیع و فرمابردار بنا لیا۔ سلطان علاوالدین نے شاہی فرمان جاری کیا جس کے مطابق فاحشہ اور بدکار عورتوں کو ان کے خاوندوں کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا اس شاہی فرمان کے بعد کشمیر سے ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔ سلطان علاوالدین (۱۳۴۸ء۔ ۱۳۶۰ء) کے انتقال کے بعد اس کا

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

فرزند شہاب الدین (۱۳۶۰ء۔ ۱۳۷۸ء) کشمیر کے تخت پر متمکن ہوا۔ شاہ میری خاندان کے اس چشم و چراغ نے اہلِ کشمیر کو ترقی کے بام عروج پر لا کھڑا کیا۔ سلطان خود عالم اور ہر مذہب کے علماء و فضلا کا قدر دان تھا۔ ہندوں، پنڈت اور مسلمان علما ہر وقت دربار میں موجود رہتے اور کشمیر میں رواداری کی ایک فضا قائم ہو گئی۔ امن وامان کی اس فضا میں اہلِ کشمیر نے فنِ حرب و ضرب، صنعت و حرفت، طب و حکمت، قالین بافی، نمدہ سازی، گبہ سازی، فنِ خطاطی اور جلد سازی میں پوری دنیا میں اپنا نام پیدا کیا۔ سلطان نے اپنی زبردست حربی قوت کی بدولت تبت اور لداخ کے علاقوں کو جلد زیر نگیں کر لیا۔ ان فتوحات میں سلطان کی شجاعت، جوانمردی، بلند خیالی، اعلیٰ نظم و نسق اور مفتوحوں کے ساتھ حسن وسلوک کی بدولت اس کا نام چاردانگ عالم میں ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کی طرح نظر آنے لگا۔ اس زمانے میں ہندوستان میں فیروز تغلق کی حکومت تھی لیکن سلطان شہاب الدین کو اپنی حربی طاقت اور سپہ گری پر اتنا بھروسا تھا کہ یہ دہلی پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اس کے متعلق جی ایم میر اپنی تصنیف بعنوانِ ”کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ“ میں تحریر کرتے ہیں کہ:

> ہندوستان میں ان دنوں فیروز تغلق کی حکومت تھی۔ شہاب الدین آگے بڑھ کر دہلی پر قبضہ کرنا چاہتا تھا لیکن فیروز تغلق کی فوجوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے بہت زور مارا گیا لیکن جنگ فیصلہ کن نہ ہو سکی۔ آخر فیروز تغلق صلح پر آمادہ ہو گیا۔ دونوں میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے کشمیر سے سرہند تک کے علاقہ پر شہاب الدین کی حکومت تسلیم کی گئی۔ اس کے علاوہ فیروز کی تین بیٹیاں سلطان کے آدمیوں سے منسوب ہوئیں۔ (۵)

اس مہم جوئی کے بعد سلطان مستقل طور پر کشمیر میں رہ کر رعایا کی فلاح و بہبود کے کاموں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس بادشاہ کو فن تعمیر سے اس قدر شغف تھا کہ شہاب الدین پورہ، شاہ پور اور لکشمی نگر کے نام سے بستیاں آباد کیں۔ سری نگر میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی فوجوں کے لیے عمارات بنوائیں۔ اسلامی عہد کا یہ دور برہمنوں سے گوارا نہیں ہو رہا تھا تو انھوں نے مختلف علاقوں میں فتنے اور ہنگامے شروع کر دیے۔ سلطان نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مختلف مندروں کو مسمار اور منہدم کروا دیا اس طرح سری نگر اور بیج بہارہ کے مندر بھی ویران ہوے گئے اور ہندوں کا یہ فتنہ فرد ہوا۔ ۱۳۷۵ء میں کشمیر میں سیلاب کی وجہ سے سخت قحط سالی ہوئی لوگ فاقوں سے نڈھال ہو گئے۔ذرائع آمد و رفت کی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے بیرون ریاست سے بر وقت غلہ نہ پہنچ سکا ۔ بہت سے لوگ فاقوں سے مرنے لگے۔بادشاہ نے اس غم کو حرزِ جان بنا لیا اور آخر کار ۱۳۷۸ء کو ابدی نیند سو

گیا۔ اقبال اپنی شاہکار تصنیف "جاوید نامہ"(۱۹۳۲ء) کے فلک "آں سوئے افلاک" میں جب طاہر غنی اور شاہمدان سے ملاقات کرتے ہیں تو زندہ رود شاہمدان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ:

عمر ہا گل رخت بر بست تو کشاد
خاک ما دیگر شہاب الدین نزاد[6]

ترجمہ؛اس (وادی کشمیر) میں مدتوں گلاب کے پھول کھلتے اور مرجھاتے رہے لیکن ہماری سرزمین (کشمیر) نے دوسرا کوئی اور شہاب الدین پیدا نہ کیا۔

شہاب الدین کی وفات کے بعد اس کا بھائی سلطان قطب الدین(۱۳۷۸ء۔۱۳۹۴ء) کشمیر کے تخت پر متمکن ہوا۔ کشمیر کے پرامن حالات کی وجہ سے وسطی ایشیاء سے مبلغین اسلام کا سلسلہ جو سید شرف الدین بلبل شاہ سے شروع ہوا تھا آپ کے بعد جلال الدین بخاری، سید تاج الدین سمنانی اور میر سید ہمدانی (۱۳۱۳ء۔۱۳۸۵ء) جو شاہ ہمدان کے نام سے مشہور ہیں کشمیر میں تبلیغ اسلام کی غرض سے تشریف لائے۔ شاہِ ہمدان نے وادیِ کشمیر کے علاوہ لیہہ، کرگل، سکردو اور گلگت کے علاقوں میں بھی اسلام کا آفاقی پیغام پہنچایا۔ آپ کے ساتھ تقریباً سات سو علما کا وفد بھی تھا جو تبلیغ اسلام کے علاوہ مقامی افراد کو مختلف ہنر بھی سکھاتے تھے۔ سید علی ہمدانی نے کئی رسائل اور کتب بھی تصنیف فرمائیں جن میں "ذخیرۃ الملوک"، "فی علم القیافہ"، "منازل السکین ادفعتیہ"، "چہل اسرار" اور "سیرۃ الطالبین" زیادہ اہم ہیں۔ آپ کی تصنیف "ذخیرۃ الملوک" کو اقبال بھی دیکھنا چاہتے تھے جس کے متعلق ڈاکٹر محمد ریاض تحریر کرتے ہیں:

"جاوید نامہ" کی تخلیق سے کچھ قبل "ذخیرہ الملوک" دیکھنے کے آرزومند تھے۔ اور منشی محمد دین فوق نے یہ کتاب ان کو دی ہوگی۔ اس کتاب کے حوالے سے اقبال نے کہا کہ ابلیس سے مقابلہ کرنے سے انسانی خودی کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوتا ہے۔[7]

"جاوید نامہ" میں علامہ اقبال نے شاہِ ہمدان کے لیے سید السادات، سالارِ عجم، معمارِ تقدیرِ امم، مشیرِ سلاطین، میر و درویش اور مرشد کشور آں مینو نظیر جیسے القابات سے یاد کر کے آپ سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اقبال جب آں سوے افلاک پر شاہِ مدان سے ملاقات کرتے ہیں تو ان سے مختلف مسائل کا حل پوچھتے ہیں کہ آپ اس مسئلے کو سمجھائیں کہ خالقِ ارض وسمانے شیطان کو بھی پیدا کیا اور انسانوں کو اپنی اطاعت کا حکم بھی دیا،

Bi-Annual URDU ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024 ISSN: 2708-1915 (Online)

اس میں کیا حکمت ہے، یہ مسئلہ میرے لیے ایک معمّا بنا ہوا ہے کہ برائی اور گناہ کو آراستہ کر کے دکھانا اور انسانوں سے اچھے اعمال کی توقع کرنا کیسا قانون فطرت ہے۔ شاہِ مدان زندہ رود کی اس گفتگو کے بعد مسئلہ خیر و شر کی حقیقت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

بندہ کز خویشتن دارد خبر آفریند منفعت را از ضرر!
خویش را بر اہرمن باید زدن تو ہمہ تیغ آں ہمہ سنگ فسن!
تیز تر شو تافتد ضرب تو سخت
ورنہ باشی دردو گیتی تیرہ بخت!(۸)

شاہ ہمدان جب اقبال کو فلسفہ خیر و شر سمجھا دیتے ہیں تو اقبال دوبارہ کشمیر کے حالات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اقبال کشمیری قوم کے خصائص بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ قوم محنت کش، ہنرمند، دانشمند، باریک بین، معاملہ فہم اور خوش شکل افراد کا منبع و مسکن تھی کشمیر کے برف پوش پہاڑ اور ان پر چنار کے درخت وادیوں میں بیدوں کے درخت اور لالہ، زعفران اور پیازی کے پھول اس کے حسن کو چار چاند لگا دیتے تھے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اس کی عظمت رفتہ کو گہن لگ گیا ہے۔ آج اہلِ کشمیر محکوم و مجبور ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ظالم ڈوگرے آج اہلِ کشمیر کی عزتوں اور عصمتوں کو پائمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تہذیب و تمدن کو بھی نیست و نابود کر رہے ہیں۔ اقبال شاہ ہمدان سے یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ ظالم حکمران جوان سے زبردستی خراج لیتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے۔ شاہ ہمدان فرماتے ہیں کہ اولی الامر اور فولادی جوان جو باطل کے سامنے کلمہ حق کہتے ہیں اس کے علاوہ کس کو خراج دینا شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔

بیسویں صدی کی تیسری دھائی میں جب اقبال نے "جاوید نامہ" صفحہ قرطاس پر تحریر کیا۔ اس وقت اہلِ کشمیر پر ڈوگرا حکمرانوں کے مظالم اپنی آخری حدوں کو چھو رہے تھے۔ سرزمین کشمیر مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنی ہوئی تھی۔ اقبال نے اہلِ کشمیر کے مظالم کو طشت ازبام کر اہلِ کشمیر کی پوری ترجمانی کی اور فرزند کشمیر ہونے کا ثبوت دیا۔ اہلِ کشمیر کو ان کی عظمتِ رفتہ کی یاد تازہ کروائی۔ شاہ ہمدان کے ہاتھوں ہزاروں کشمیری اسلام کی دولت سے مالامال ہوئے تھے۔ اقبال عالم تخیل میں اہلِ کشمیر کو ان کے شاندار ماضی کی جھلک دکھاتے ہیں کہ یہ قوم کیا سے کیا ہو گئی۔ تیمور لنگ جس نے ہندوستان پر چڑھائی کر کے اس کو تہ و بالا کر دیا تھا۔ اس وقت

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کشمیر کے تخت پر سلطان سکندر (۱۳۹۴ء۔ ۱۴۱۷ء) براجمان تھا، اس نے اہلِ کشمیر کو اس ظالم حکمران سے کس طرح بچایا اس کے متعلق عنصر صابری رقم طراز ہیں کہ:

سلطان سکندر کے عہد میں تیمور ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ ابھی وہ اٹک پر ہی تھا کہ سلطان نے عافیت اندیشی سے کام لیتے ہوئے ایک سفارت بھیج کر خوش گوار تعلقات قائم کر لیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کے کشمیر تباہی و بربادی سے بچ گیا۔ (۹)

کشمیر میں جب سنسکرت کے بجائے فارسی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ ملا تو مقامی برہمنوں نے بھی اس کو سیکھنا شروع کیا۔ جن برہمنوں کو فارسی پر جلد عبور حاصل ہوا ان کو سپرو کہا جانے لگا۔ خرم علی شفیق اپنی تصنیف ''اقبال: ابتدائی دور سے ۱۹۰۴ء تک'' میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''پندرھویں صدی میں ایک سپرو نے اسلام قبول کیا۔''

''روز گارِ فقیر''، جلد دوم میں فقیر وحید الدین اقبال کے بھتیجے شیخ اعجاز کی زبانی اقبال کے اجداد کی روایت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

اقبال کے آباواجداد کا تعلق کشمیری پنڈتوں کے ایک قدیم سپرو خاندان سے تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اس نسبت کو چھپایا نہیں ہے۔ شعروں میں اپنے برہمن زادہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (۱۰)

شیخ نورالدین ولی (۱۳۷۷ء۔ ۱۴۴۰ء) جو شیخ العالم کے لقب سے مشہور ہیں ان کے چوتھے خلیفہ نصیر الدین کے دست پر اقبال کے آباواجداد بابا لول حج مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ شاہ میری خاندان کے بعد کشمیر کے تخت پر چک خاندان براجمان ہوا۔ چکوں میں مذہبی رواداری کا فقدان تھا اس لیے ملک میں مسلکی اختلافات روز بروز شدت اختیار کرتے گئے۔ مغلوں نے ان حالات کا فائدہ اٹھایا اور اکبر بادشاہ نے کشمیر پر چڑھائی کر کے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔ مغل حسن فطرت کے دلدادہ تھے اور کشمیر اس حسن سے مالامال تھا۔ اس دور میں کشمیر نے بہت ترقی کی۔ کشمیر سے شہد، زعفران اور گلاب دنیا کو بھیجا جاتا تھا۔ مغلوں نے بھی یہاں باغات لگوائے اور مساجد تعمیر کروائیں۔ اس دور میں یہ علاقہ علم وادب کا گہوارہ بن گیا۔ اس دور کے کشمیر کے ایک عظیم شاعر غنی کاشمیری (۱۶۰۵ء۔ ۱۶۶۸ء) کے اقبال بے حد مدعا ہیں۔ اقبال کشمیر کے اس مردِ درویش اور مردِ خود آگاہ کے اس قدر ممدوح ہیں کہ ''پیامِ مشرق'' اور ''جاوید نامہ'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ''پیامِ مشرق'' میں ''غنی کشمیری'' کے

Bi-Annual URDU ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024 ISSN: 2708-1915 (Online)

عنوان سے جو نظم علامہ نے لکھی ہے اس میں علامہ اقبال نے اس کی درویشانہ زندگی کی ایک جھلک دکھائی ہے کہ جب یہ مردِ خود آگاہ گھر ہوتا اس وقت دروازہ بند کر لیتا اور جب گھر سے باہر چلا جاتا تو دروازہ کھلا چھوڑ جاتا۔ غنی کی غیرت اور حمیت کا اندازہ اس کے اس فعل سے لگایا جا سکتا ہے جب مغل بادشاہ اورنگ زیب نے اس سے ملاقات کرنا چاہی تو اس درویش نے ملنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا کلام "دیوانِ غنی"، کے نام سے موجود ہے۔ آپ کی فارسی رباعیات کا اردو ترجمہ رباعیات غنی کشمیری کے عنوان سے عادل اسیر دہلوی نے کیا ہے۔ غنی کی درویشی اور شان قلندری کو دیکھتے ہوئے قلندر لاہوری فرماتے ہیں کہ:

غنی آں سخن گوے بلبل صفیر
نوا سنجِ کشمیر مینو نظیر (۱۱)

اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۱۸ء۔ ۱۷۰۷ء) کی وفات کی بعد مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا تو کشمیر پر بھی افغانوں نے قدم جما لیے۔ افغانون نے اہلِ کشمیر پر مظالم کے پہاڑ توڑے۔ کشمیری دوشیزاؤں کی عصمتیں کابل میں نیلام ہونے لگیں۔ کابل کے انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملہ کر دیا۔ افغان سکھوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ آخر کار کشمیر سے پانچ سو سالہ مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ۱۸۱۹ء میں کشمیر دوبارہ غیر مسلموں کے تسلط میں چلا گیا۔ سکھا شاہی دور میں کشمیریوں پر مظالم کی انتہا ہو گئی مساجد مقفل ہو گئیں بے جا مالیے کی بدولت اہلِ کشمیر فاقہ کشی پر مجبور ہو گئے۔ غربت نے ان کی ہڈیاں نکال دیں اقتصادی طور پر اہلِ کشمیر مفلوج ہو گئے۔ یہ وہ حالات تھے جن میں اقبال کے جدِ امجد نے کشمیر کو چھوڑ کر پنجاب کی طرف ہجرت کی۔ جسٹس جاوید اقبال "زندہ رُود" میں اس ترکِ وطن کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

جب اقبال کے بزرگ کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آئے تو کشمیر افغانوں کے ماتحت تھا۔ (۱۲)

رنجیت سنگھ (۱۷۸۰ء۔ ۱۸۳۹ء) کے آنجہانی ہونے کے بعد خالصہ سرکار سے تخت لاہور سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ جب دلیپ سنگھ (۱۸۳۸ء۔ ۱۸۹۳ء) تخت و تاجِ لاہور کا وارث بنا تو محلاتی سازشیں حد سے تجاوز کر چکی تھیں۔ خالصہ سرکار نے اپنی عاقبت نااندیشی کے سبب انگریزوں سے ٹکر لے لی۔ انگریزوں نے ستلج اور بیاس کے وسطی علاقے پر قبضہ کر کے سکھوں کو ۹ر مارچ ۱۸۴۶ء کو "عہد نامہَ لاہور" پر مجبور کر کے ڈیڑھ کروڑ روپے

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

تاوانِ جنگ ڈال دیا۔ لاہور دربار کے خزانے میں صرف پچاس لاکھ نانک شاہی موجود تھے۔ جموں کے حکمران گلاب سنگھ (۱۷۹۲ء۔ ۱۸۵۷ء) نے انگریزوں کو پیش کش کی کہ اگر اس کو ریاست جموں و کشمیر کا موروثی حکمران تسلیم کر لیا جائے تو وہ پچھتّر لاکھ روپے ذاتی خزانے سے دے گا۔ ۱۶؍ مارچ ۱۸۴۶ء کو امرتسر کے مقام پر انگریزوں اور گلاب سنگھ کے درمیان انسانی تاریخ کا سیاہ ترین معاہدہ طے پایا جس کی روح سے انگریزوں نے انسانوں سے بھری اس وادی کو پچھتّر لاکھ نانک شاہی (روپے) کے عوض گلاب سنگھ کے حوالے کر دیا۔ تاریخ انسانی کے اس سیاہ ترین معاہدے کے متعلق فرزندِ کشمیر علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

دہقان و کشت و جوے و خیاباں فروختند
قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند(۱۳)

"عہد نامہ امرتسر" اقبال کی پیدائش سے صرف اکتیس برس قبل ہوا تھا۔ دوسری ریاستوں کے برعکس انگریزوں نے کشمیر میں ریزیڈنٹ کا بھی تقرر نہیں کیا تھا اور مہاراجا گلاب سنگھ کو کشمیریوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنے کی کھلی چھٹی دے دی۔ مہاراجا ہر سال اپنے آقاؤں کو صرف ایک گھوڑا، چھے جوڑے لداخی بھیڑوں اور دو جوڑے کشمیری دوشالوں کے پیش کرنے کا پابند تھا۔ انگریزی فوج کی مدد سے مہاراجا نے تختِ کشمیر سری نگر پر قبضہ کرنے کے بعد ریاستِ بھمبر کے حکمران سلطان خان کو جموں میں قید کر کے اس کی آنکھیں نکلوا دیں۔ ریاست پونچھ سے سردار علی اور سبز علی نے مزاحمت کی تو مہاراجا نے ان کو گرفتار کر کے ان کی کھالیں اتارو ادیں۔ اس کے بعد ریاست گلگت پر بھی قبضہ کر کے شال بافوں پر بھاری ٹیکس عائد کر دیا۔ اقبال نے جب ہوش سنبھالا تو اہلِ کشمیر مہاراجا کے انہی مظالم کی روداد سنا رہے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں انجمن کشمیری مسلمانانِ ہند کی لاہور میں بنیاد رکھی گئی۔ اقبال نے اس کے پہلے اجلاس میں "فلاحِ قوم" کے عنوان سے نظم پڑھی۔ اس نظم میں اقبال نے کشمیر کی حالت ان الفاظ میں بیان کی کہ:

پنجۂ ظلم و جہالت نے بُرا حال کیا بن کے مقراض ہمیں بے پر و بال کیا
توڑ اس دستِ ستم کیش کو یارب جس نے روحِ آزادیِ کشمیر کو پامال کیا(۱۴)

خواجہ عبدالصمد ککڑو اردو اور فارسی زبان کے شاعر ہونے کے علاوہ ریاست کشمیر میں علوم و ادبیات میں تاک تھے۔ ان کے جواں سال بیٹے خواجہ غلام حسن (۱۹۰۲ء) کی وفات پر اقبال نے "ماتمِ پسر" کے عنوان سے اس کا مرثیہ بھی لکھا۔ منشی سراج الدین کے نام اقبال کے چار مکتوب ہیں اقبال نے آپ سے ایک انگشتری

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

منگوائی تھی۔ اقبال نے اس کے شکریے کے لیے خط لکھا اور ساتھ ایک نظم شکریہ انگشتری کے عنوان سے لکھ کر ارسال کی جو باقیات اقبال میں موجود ہے۔ ۱۹۰۹ء میں اقبال کی تحریک پر سر سلیم اللہ خان(۱۸۷۱ء۔ ۱۹۱۵ء) نے وائسرائے کی کونسل میں کشمیریوں کو فوج میں بھرتی ہونے اور ان کو زراعت پیشہ قرار دینے کی تحریک پیش کی۔ ۱۹۱۰ء میں اقبال نے مہاراجا کشمیر پرتاب سنگھ (۱۸۴۸ء۔ ۱۹۲۵ء) سے کشمیر ہاؤس، لاہور میں ملاقات کی جس میں مہاراجا نے ان کو کشمیر آنے کی دعوت بھی دی۔ وقت گزرتا گیا اور اقبال کے دل میں سیاحتِ کشمیر کا شوق مزید بڑھتا گیا آخر قدرت نے سامان رخت کا اہتمام کر دیا۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۸۴ء) سفرِ کشمیر کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:

> جون ۱۹۲۱ء میں علامہ خود بھی ایک کیس کے سلسلے میں کشمیر گئے احمد دین اور منشی طاہر الدین آپ کے ہمراہ گئے تھے۔ آپ کشمیر کی تاریخ اور اس کے جغرافیے سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ (۱۵)

اقبال کے منشی سراج الدین کے ساتھ خصوصی مراسم تھے ان کے سسر شیخ محمد بخش کی جائیداد کے خلاف نیشنل بنک سری نگر نے مقدمہ دائرہ کیا۔ اس مقدمے کی روح سے ان کے خلاف ڈگری ہوئی جس کی بدولت ان کی جائیداد خلاف ضابطہ نیلام کر دی گئی۔ اقبال اس مقدمے کی پیروی کے لیے سری نگر گئے اور سری نگر کی عدالت کے سیشن جج اے ڈی حکیم کے سامنے پیش ہوئے لیکن سائلین کو کوئی فائدہ نہ مل سکا۔ اقبال کے خط محررہ ۱۳ اگست ۱۹۲۱ء بنام منشی سراج الدین میں یہ درج ہے کہ مقدمے کی اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی جا سکتی ہے۔ قیام سری نگر کے دوران اقبال کو ایک دوسرا مقدمہ رحمان راہ کا بھی ملا جو قتل کے الزام میں ماخوذ تھا۔ اقبال کی پیروی کی بدولت مذکورہ شخص پھانسی سے بچ گیا لیکن عمر قید ہو گئی۔ ان عدالتی کارروائیوں کے علاوہ اقبال نے کشمیر کے حسن و جمال اور کشمیریوں کی حالت زار کا بھی قریب سے مشاہدہ کیا۔ ڈل جھیل کا نظارہ شکارے میں بیٹھ کر کیا۔ نشاط باغ اور شالامار باغ کی سیاحت سے بھی لطف اٹھایا۔ اقبال عبدالصمد ککڑو کے دولت کدے پر بھی تشریف لے گئے تھے اہلِ کشمیر نے اس مکان کو ان نامساعد حالات کے باوجود بھی آج تک تاریخی ورثے کے طور پر محفوظ کیا ہوا ہے۔ اس سیاحت کی یادگار تین نظمیں بعنوان "کشمیر، غنی کشمیری، ساقی نامہ"، "پیامِ مشرق" کی زینت ہیں۔ ساقی نامہ کے فٹ نوٹ میں اقبال نے خود لکھا ہے کہ "در نشاط باغ کشمیر نوشتہ شد۔" ان نظموں میں اقبال نے کشمیر کی آبشاروں، وادیوں، پھولوں اور کہساروں کی دل فریبی کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح لایا ہے کہ

بہشتِ بریں کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے:

رخت بہ کاشمر کشا کوہ و تل و دمن نگر　سبزہ جہاں جہاں ببیں، لالہ چمن چمن نگر
بادِ بہار موج موج، مرغِ بہار فوج فوج　صلصل و سار زوج زوج، بر سر ناروَن نگر
تا نہ فتد بہ زینتش چشم سپہر فتنہ باز　بستہ بہ چہرہ زمیں برقعِ نسترن نگر(۱۶)

"پیامِ مشرق" (۱۹۲۳ء) کی اشاعت کے اگلے سال ۲۱ر جولائی ۱۹۲۴ء کو ریشم سازی میں کام کرنے والے مسلمان مزدوروں نے اپنی مرعات میں اضافے کے لیے پرامن احتجاج کیا۔ ڈوگرا حکمرانوں نے رعونت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پُرامن مظاہرین پر بدترین لاٹھی چارج کیا۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں وائسرائے لارڈ ریڈنگ (۱۸۶۰ء۔۱۹۳۵ء) کشمیر آئے تو یہاں کے سرکردہ مسلمانوں نے مہاراجا کے مظالم اور اپنے حقوق کے لیے ایک یادداشت پیش کی۔ مہاراجا نے اس یادداشت پر دستخط کرنے والوں کو پابندِ سلاسل کر کے ان کی جائیدادیں ضبط کرلیں اور سرکردہ راہنماؤں میں نور شاہ نقش بندی، سعد الدین شال، سید محسن شاہ اور مولانا عبد الماجد کو جلاوطن کر دیا۔ اقبال نے نواب آف پالن پور کے ذریعے ان مسلمانوں کی جائیدادوں اور جلاوطنی کو ختم کروایا۔ اب ڈوگرہ حکمرانوں نے مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں براہِ راست مداخلت کرتے ہوئے جموں شہر میں نمازِ عید کی بندش، توہین قران، کوٹلی میں نماز جمعہ پر پابندی اور ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو ڈوگرا پولیس کے ہاتھوں سری نگر میں اکیس مسلمانوں کی شہادت کی بدولت کشمیر کے حالات انتہائی کشیدہ ہوئے تو سرکار نے مختلف علاقوں میں کرفیو نافذ کر کے فوج کو طلب کرلیا۔ ان حالات میں اقبال کی کوششوں سے شملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کمیٹی کے سربراہ مرزا بشیر الدین (۱۸۸۹ء۔۱۹۶۵ء) اور اقبال اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ ۱۴ر اگست ۱۹۳۱ء کو اس کمیٹی کے زیرِ اہتمام پورے ہندوستان میں "یومِ کشمیر" منایا گیا۔ لاہور میں اقبال نے اس موقعے پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> زمانہ خود لوگوں کو بیدار کر رہا ہے اور کشمیر میں عرصے سے جو مظالم جاری ہیں ان کی موجودگی میں ضروری تھا کہ وہاں کی رعایا بھی اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرتی۔(۱۷)

اقبال نے دوسری گول میز کانفرنس (۱۹۳۱ء) منعقدہ لندن میں جب انڈر سیکرٹری آف اسٹیٹ سٹوارٹ سے ملاقات کی تو اس کے سامنے بھی مہاراجا کے مظالم کا تذکرہ کیا۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو سردار گوہر الرحمان کی

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

قیادت میں تحریک عدم ادائیگی مالیہ کا آغاز کیا گیا تو مہاراجا نے ہنگامی حالات کا نفاذ کر کے مسلمانوں کو گرفتار کر کے مقدمات قائم کر دیے۔ اقبال نے ان مقدمات کی پیروی کے لیے بہار کے وکیل نعیم الحق کی خدمات حاصل کیں۔ اقبال کے ان اقدامات کی بدولت مہاراجا مسلمانوں پر مظالم کی تحقیقات کے لیے پہلے مڈلٹن کمیشن اور پھر گلینسی کمیشن (نومبر ۱۹۳۱ء) بنانے پر مجبور ہوا۔ ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء کو اقبال نے لاہور میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے... ایسی قوم کا دفعتاً جاگ اٹھنا جس میں شعلہ خودی بجھ چکا ہو۔ غم اور مصائب کے باوجود ان لوگوں کے لیے مسرت کی بات ہے جو ایشیائی قوموں کی کشمکش سے واقف ہیں کشمیر کی تحریک انصاف پر مبنی ہے۔ (۱۸)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور گلینسی کمیشن کے اقدامات کی بدولت مہاراجا ہری سنگھ (۱۸۹۵ء۔ ۱۹۶۱ء) مسلمانوں کے مطالبات ماننے پر تیار ہو گیا۔ شیخ عبد اللہ (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۲ء) نے علامہ اقبال اور دوسرے کشمیری راہنماؤں سے مشاورت کر کے ۱۹۳۲ء میں آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس کی سری نگر میں بنیاد رکھی۔ اس جماعت کا دوسرا سالانہ اجلاس میرپور میں ۱۹۳۳ء میں منعقد ہوا جس میں صدرِ جماعت شیخ عبد اللہ نے اقبال کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ اقبال نے اپنے خط محررہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۳۳ء بنام شیخ عبد اللہ میں تحریر کیا کہ "افسوس ہے کہ میں اور مشاغل کی وجہ سے کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکوں گا۔" اقبال کا یہ مکتوب اس جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

اقبال کی کاوشوں کی بدولت مہاراجا ہری سنگھ نے کشمیری مسلمانوں کو جو چند انتظامی، مالی اور سیاسی مراعات دیں، وہ کشمیر کمیٹی کے قادیانی صدر مرزا بشیر الدین محمود کو ناگوار گزریں۔ کمیٹی کا باقاعدہ آئین نہ ہونے کی وجہ سے صدر کے پاس لامحدود اختیارات تھے۔ اقبال نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو جلد اور بروقت بھانپ لیا اور کمیٹی کے لیے باقاعدہ آئین سازی کی ضرورت پر زور دیا۔ قادیانی صدر کو اقبال کی یہ ادا ناگوار گزری اور اس نے صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس استعفے کے بعد اقبال کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ بطور صدر اقبال نے کمیٹی کے لیے باقاعدہ آئین کا ایک مسودہ مرتب کر کے اس کے اجلاس میں جب پیش کیا تو کمیٹی کے دوسرے احمدی ارکان بھی تلملا اٹھے اور اعلان کر دیا کہ وہ کسی قانون کو نہیں مانتے، سوائے اپنے امیر کے حکم کے۔ احمدی ارکان کی ان حرکات کی وجہ سے اقبال نے بھی کشمیر کمیٹی کی صدارت کو الوداع کہہ دیا اور اپنے بیان مؤرخہ ۲۰/ جون ۱۹۳۳ء میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا راز اس طرح طشت ازبام کیا کہ:

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

> بد قسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے علاوہ کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔(۱۹)

ریاستِ کشمیر کو قادیانیوں کی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اقبال کو کشمیر کے ایک مذہبی راہنما مولانا انور شاہ کشمیری (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۳۳ء) کا تعاون بھی حاصل رہا۔ اقبال اور مولانا انور شاہ کشمیری (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۳۳ء) کی آپس میں خط کتابت بھی اس مسئلے پر ہوتی رہی۔ مولانا ایک مشہور قادیانی مسئلے کے سلسلے میں ''مقدمۂ بہاولپور'' میں بطور گواہ بھی پیش ہوئے تھے۔ ان دونوں عبقری اشخاص کی بدولت اہلِ کشمیر قادیانیوں کے چنگل سے بچ گئے۔ ۱۹۳۴ء میں ریاست میں پہلی دفعہ عام انتخابات منعقد ہوئے۔ اقبال کے معتمد شیخ عبداللہ کی قیادت میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے اپنی مختص شدہ اکیس نشستوں میں سترہ نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ اقبال کے آخری مجموعۂ کلام ''ارمغانِ حجاز'' (۱۹۳۸ء) میں ''ملّازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض'' کے عنوان سے اُناسی (۷۹) اشعار قلم بند کیے گئے ہیں جن میں اس قوم کے خصائص کا ذکر تفصیل سے کرنے کے علاوہ اقبال کشمیر کی جھیل ولر، مولانا انور شاہ کشمیری کے مسکن وادیِ لولاب اور کشمیر کی عالمی شناخت چنار کا خاص کر کے ذکر کرتے ہیں کہ:

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب!
مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بے تاب!
اے وادیِ لولاب!

جس خاک کے ضمیر ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

چھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گہر ہیں آبِ ولر کے تمام یک دانہ(۲۰)

اقبال کو کشمیر سے جو عشق تھا اس کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس کی طرف اشارہ فتح محمد ملک اپنی تصنیف ''کشمیر کہانی عالمی ضمیر سے چند سوالات'' میں تحریر کرتے ہیں کہ:

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

"سلیم الدین قریشی کی دریافت کردہ اس فائل کا عنوان ہے:
Revival of Agitation Kashmir
Question of issuing a warning to Sir Muhammad Iqbal
ان خفیہ دستاویزات کی ورق گردانی سے یہ راز کھلتا ہے کہ جب برطانوی حکومت کی تمام تر دھمکیوں کے باوجود علامہ اقبال، اور پیر حسام الدین، سید محسن شاہ تحریکِ آزادیِ کشمیر کی فکری اور عملی قیادت سے باز نہ آئے تو کشمیر کے انگریز وزیر اعظم نے برطانوی حکومت کا آزادیِ کشمیر میں پنہاں پان اسلامک خطرات کو اجاگر کر کے ایک وسیع تر اسلامی اتحاد کے ممکنہ نتائج سے برٹش گورنمنٹ کو ڈرایا۔[۲۱]

یہ خفیہ دستاویز اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ اقبال ساری زندگی اہلِ کشمیر کی تحریک حریت کے لیے سر گرم رہے۔ اقبال کی وفات کے بعد شیخ عبداللہ گاندھوی فلسفے کے اسیر ہو گئے جس کی بدولت آج بھی اہلِ کشمیر ہندوستان کے محکوم ہیں۔

حواشی

۱۔ محمد اقبال، "کلیاتِ اقبال"، مرتبہ مولوی محمد عبد الرزاق، (حیدر آباد: عماد پریس، ۱۳۴۳ھ)، ص ا
۲۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، "مظفر آباد"، (لاہور: مقبول اکیڈیمی، ۲۰۰۹ء)، ص ۲۷
۳۔ محمد سعید اسعد، "جموں و کشمیر بک آف نالج"، (میر پور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر اسٹڈیز، ۲۰۰۹ء)، ص ۸۴، اشاعتِ دہم
۴۔ پروفیسر نذیر احمد تشنہ، "اوراقِ جموں و کشمیر"، (بھمبر: عتیق پبلشرز، س ن)، ص ۹۷
۵۔ جی ایم میر، "کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ"، (رضوان پبلشرز، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۲۰
۶۔ محمد اقبال، "کلیاتِ اقبال" (فارسی)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۲ء)، ص ۷۵۰
۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، "جاوید نامہ" (تحقیق و توضیح)، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۵۳، اشاعتِ اوّل
۸۔ محمد اقبال، "کلیاتِ اقبال" (فارسی)، ص ۷۴۸
۹۔ عنصر صابری، "تاریخِ کشمیر"، (لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء)، ص ۸۱
۱۰۔ فقیر وحید الدین، "روز گارِ فقیر"، جلد دوم، (لاہور: لائن آرٹ پریس، ۱۹۶۴ء)، ص ۱۱۳
۱۱۔ محمد اقبال، "کلیاتِ اقبال" (فارسی)، ص ۳۰۷
۱۲۔ جاوید اقبال، "زندہ رود" (یکجا)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ، اشاعت سوم، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۲، اشاعتِ سوم
۱۳۔ محمد اقبال، "کلیاتِ اقبال" (فارسی)، ص ۷۵۰

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۴۔ گیان چند جین (مرتب)، ''ابتدائی کلامِ اقبال''، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۰۴ء)، ص ۵۰، اشاعتِ اوّل
۱۵۔ ڈاکٹر عبد اللہ چغتائی، ''اقبال کی صحبت میں''، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء)، ص ۳۷۸
۱۶۔ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (فارسی)، ص ۳۰۲
۱۷۔ محمد رفیق افضل (مرتب)، ''گفتارِ اقبال''، (لاہور: دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۶ء)، ص ۱۳۱، اشاعتِ سوم
۱۸۔ لطیف خان شیروانی (مرتب)، ''حرفِ اقبال''، (اسلام آباد: اوپن یونی ورسٹی، ۱۹۸۴ء)، ص ۶۲، اشاعت اوّل
۱۹۔ ایضاً، ''حرفِ اقبال''، ص ۱۹۳
۲۰۔ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۲ء)، ص ۶۸۳
۲۱۔ فتح محمد ملک، ''کشمیر کی کہانی عالمی ضمیر سے چند سوالات''، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۸

مآخِذ

۱۔ آفاقی، صابر، ڈاکٹر، ''مظفر آباد''، لاہور: مقبول اکیڈیمی، ۲۰۰۹ء
۲۔ اسعد، محمد سعید، ''جموں و کشمیر بک آف نالج''، میر پور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر اسٹڈیز، ۲۰۰۹ء، اشاعتِ دہم
۳۔ افضل، محمد رفیق (مرتب)، ''گفتارِ اقبال''، لاہور: دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۶ء، اشاعتِ سوم
۴۔ اقبال، جاوید، ''زندہ رود'' (یکجا)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ، ۱۹۸۵ء، اشاعتِ سوم
۵۔ اقبال، محمد، ''کلیاتِ اقبال''، مرتبہ مولوی محمد عبد الرزاق، حیدر آباد: عماد پریس، ۱۳۴۳ھ
۶۔ ____، ____، (فارسی)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۲ء
۷۔ ____، ____، (اردو)، ____، ____
۸۔ تشنہ، نذیر احمد، پروفیسر، ''اوراقِ جموں و کشمیر''، بھمبر: عتیق پبلشرز، س ن
۹۔ جین، گیان چند (مرتب)، ''ابتدائی کلامِ اقبال''، لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۰۴ء، اشاعتِ اوّل
۱۰۔ چغتائی، عبد اللہ، ڈاکٹر، ''اقبال کی صحبت میں''، ____، ۱۹۷۷ء
۱۱۔ ریاض، محمد، ڈاکٹر، ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)''، ____، ۱۹۸۸ء، اشاعتِ اوّل
۱۲۔ شیروانی، لطیف خان (مرتب)، ''حرفِ اقبال''، اسلام آباد: اوپن یونی ورسٹی، ۱۹۸۴ء، اشاعت اول
۱۳۔ صابری، عنصر، ''تاریخِ کشمیر''، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء
۱۴۔ ملک، فتح محمد، ''کشمیر کی کہانی: عالمی ضمیر سے چند سوالات''، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء
۱۵۔ میر، جی ایم، ''کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ''، رضوان پبلشرز، ۲۰۰۴ء
۱۶۔ وحید الدین، فقیر، ''روزگارِ فقیر''، جلد دوم، لاہور: لائن آرٹ پریس، ۱۹۶۴ء

Bibliography:

1. Afaqi, Sabir, Dr., *Muzaffarabad*, Lahore: Maqbool Academy, 2009

2. As'ad, Muhammad Sa'eed, *Jammu-o-Kashmir Book of Knowledge*, (Mirpur: National Institute of Kashmir Studies, 2009, 10th Ed.
3. Afzal, Muhammad Rafiq (Ed.), *Guftar-e-Iqbal*, Lahore: Danishgah-e-Punjab, 1986, 3rd Ed.
4. Iqbal, Javed, *Zinda Rud* (Complete), Lahore: Shaikh Ghulam Ali & Sons, 1985, 3rd Ed.
5. Iqbal, Muhammad, *Kulliyat-e-Iqbal*, Ed. by Maulvi Abdur Razzaq, Hyderabad: 'Imad Press, 1343 AH.
6. ____, ____, (Persian), Lahore: Shaikh Ghulam Ali & Sons, 1972.
7. ____, ____, (Urdu), ____, ____.
8. Tishna, Nazir Ahmed, Prof., *Auraq-e-Jammu-o-Kashmir,* Bhimbar, Atiq Publishers, n. d.
9. Jain, Gyan Chand (Ed.), *Ibtida'i Kalam-e-Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy, 2004, 1st Ed.
10. Chughta'i, Abdullah, Dr., *Iqbal ki Sohbat mein*, ____, 1977.
11. Riaz, Muhammad, Dr., *Javednama (Tehqiq-o-Tauzih)*, Lahore: ____, 1988, 1st Ed.
12. Shervani, Latif Khan (Ed.), *Harf-e-Iqbal*, Islamabad: Allama Iqbal Open University, 1984, 1st Ed.
13. Sabri, Unsar, *Tarikh-e-Kashmir*, Lahore: Progressive Books, 1991.
14. Malik, Fateh Muhammad, *Kashmir ki Kahani: Alami Zamir se Chand Sawalat*, Islamabad: Dost Publications, 2001.
15. G. M. Mir, *Kishwar-e-Kashmir ki Paanch Hazar Sala Tarikh*, Rizwan Publishers, 2004.
16. Wahid-ud-Din, Faqir, *Rozgar-e-Faqir*, Vol. 2, Lahore: Line Art Press, 1964.

❁❁